ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

مورخہ ۲ فروری ۱۹۶۲ء

ہدیہ ۲۵ پیسے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

رمضان المبارک

نور محمد انور

السّلام اے ماہِ رمضاں، السّلام و السّلام
السّلام اے شہرِ ذیشاں، السّلام و السّلام
تیری آمد سے مسرت کی گھٹائیں چھا گئیں
بارشِ انوار برسی رحمتیں نازل ہوئیں
تیری آمد ہے جہاں میں رحمتِ پروردگار
تیری آمد ہے مسلماں کے لئے صد افتخار
تیری آمد سے یہ ملتا ہے پیامِ انبساط
تیری آمد ہے مسلماں کے لئے وجۂ نشاط
تیری آمد دے رہی ہے یہ پیغام
صبح سے تا شام صائم ترک کر آب و طعام
تیری آمد ہے سعادت مردِ مُسلم کے لئے
باعثِ تسکین ہے ہر فردِ مُسلم کے لئے
تیرا ہر دن ہے مسلماں کے لئے کامل نجات
تیری ہر شب اہلِ دیں کے واسطے لیلِ برات
روزہ داروں کے لئے لائق ہے جنّت کا مقام
اے مسلماں یہ بشارت دیتا ہے ماہِ صیام
اس مبارک ماہ کا لازم ہے ہم پر احترام
ہے یہ فرمانِ خدا انور مسلمانوں کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هفت روزہ **خدام الدین** لاہور

جلد ۷	۱۰ر رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۶ر فروری ۱۹۶۲ء	شمارہ ۴۲

محکمہ تعلیم و محکمہ جیلخانجات کا منظور شدہ

اس شمارہ میں

فون ۶۷۵۴۵

شرح چندہ

سالانہ - گیارہ روپے ششماہی - چھ روپے
سہ ماہی - تین روپے فی پرچہ - پچیس پیسے

نوٹ

خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں
چٹ پر سرخ نشان آپ کے چندہ ختم ہونے کی نشانی ہے

اداریہ

عورتوں کی فریاد یا مطالبہ

عورتوں کی ایک کانفرنس نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ عائلی قوانین کے تحت مقدمات کے فیصلوں کا جو اختیار یونین کونسلوں کے چیئرمینوں کو دیا گیا ہے وہ اختیار ان کی بجائے قاضیوں کو دیا جائے الفاظ دیگر میاں بیوی کے ان مقدمات کے فیصلے کے لئے قاضی مقرر کئے جائیں۔

اخبار تعمیر راولپنڈی ۸ر فروری ۶۲ء اس خبر کو نقل کرکے لکھتا ہے کہ ہم نے پہلے ہی لکھا تھا کہ چیئرمین اس کام کے لئے مناسب نہیں ہیں۔ قاضی بہتر ہوں گے ورنہ جوڈیشل عدالتوں کو یہ اختیار دے دیا جائے اس طرح اگرچہ وقت زیادہ لگیگا اخراجات بھی ہوں گے مگر کام اچھا اور قابل اطمینان ہو سکیگا عورتوں نے اس ریزولیشن میں چیئرمینوں کا رونا روتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ انہوں نے فیصلے کرنے کی بجائے خود شادیاں کر لی ہیں۔

بیبیو! آخر وہ بھی انسان ہیں دل رکھتے ہیں دل میں ولولے اور جذبات رکھتے ہیں۔ اور آج کون آدمی ہے جس پر پورا بھروسہ کیا جا سکے۔ سب لوگوں کو یہ موقع کب ملتا ہے کہ وہ حضرت رائے پوری مدظلہ، حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری مدظلہ یا حضرت مولانا حماد اللہ صاحب مدظلہ ہالیجی شریف سکھر جیسے بزرگانِ دین کی صحبت میں کچھ عرصہ رہ کر نفس کی اصلاح کر لیں نفس کے تقاضے سبھی کے ساتھ ہیں آپ نے بھی سنا ہوگا۔ بعض لوگ پہلے بہلا پھسلا کر دوسرے کی بیوی کو اغوا کر لیتے ہیں پھر نکاح پر نکاح پڑھا لیتے ہیں۔ اللہ اللہ خیر سلا۔

بیبیو! جب آپ اپنے خاوند کے ساتھ حسن سلوک اور حوصلہ مندی کا برتاؤ نہ کریں گی۔ یا معمولی معمولی باتوں پر چیں بجبیں ہو جانے کی عادت ڈالیں گی تو کبھی کیسے پکے گی۔ آپ کو کسی نہ کسی مرد کے گلے کا ہار بننا ہے۔ تو اگر آپ اس پہلے ہی کے ساتھ نبھاؤ کی سعی کریں تو یہ انکی و اطہر ہوگا اور اگر بالفرض بتقاضائے بشریت کسی ایک فریق کی مسلسل تعدی اور تعنت سے علیحدگی کی نوبت ہی آ جائے تو پھر شریعت اور قضائے الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے سوا چارہ ہی کیا ہے۔

بیبیو! ایک اور مشکل ہے آپ اپنے مقدمات کے انفصال کے لئے قاضیوں کا تقرر چاہتی ہیں۔ ہمیں اور کسی قانون سے اتفاق ہو یا نہ ہو مگر آپ کے اس تقاضے سے نہ صرف ہمدردی کا ہے بلکہ اس کی پوری پوری تائید کرتے ہیں اس لئے کہ اس خاص محکمہ قضا یا خاص قاضی صاحبان کی موجودگی میں آپ چیئرمینوں سے بھی بچ جائیں گی اور کچہریوں میں ذلیل و خوار ہونے سے بھی آپ کو نجات مل جائے گی۔ ہاں تو مشکل یہ ہے کہ قاضی صاحب جس کا آپ مطالبہ کرتی ہیں، جاہل ہوگا یا عالم۔ اگر جاہل ہوگا تو وہ چیئرمینوں سے بھی زیادہ

مہنگا پڑے گا۔ اگر عالم ہوگا تو وہ صرف شریعت کی روشنی میں فیصلے کرے گا آخر سارے علماء تو آپ کی ہاں میں ہاں ملانے سے رہے۔ اور یہ معلوم نہیں کہ آپ کی نازک مزاجی شریعت کی تاب رکھتی بھی ہے یا نہیں۔ آپ نے پہلے تعلیم کا بہانہ بنایا اور اب حقوق حقوق کی رٹ لگا کر پردہ سے باہر نکل آئیں۔

علماء کرام نے مغربی تعلیم کی وجہ سے پہلے ہی یہ سمجھ لیا تھا۔ کہ

عشق از پردۂ عصمت بروں آرد زلیخا را

علماء کرام پر کیا منحصر ہے۔ جس کو بھی اللہ تعالےٰ نے عقل سلیم اور فطرۃ صحیحہ عطا فرمائی ہے وہ یہی رونا روتا اور کراھتا رہا۔ اکبر الہ آبادی نے سشن جج ہو کر بھی اس کوچہ کے تمام نشیب و فراز کو دیکھنے کے بعد یہی کہا تھا کہ

تعلیم لڑکیوں کی ضروری تو ہے مگر
خاتونِ خانہ ہوں وہ سبھا کی پری نہ ہو

بیبیو! سراب کو پانی نہ سمجھو۔ یہ مغربی زرق برق اور یہ آزادی کے نعرے فائدہ مند نہیں، نقصان دہ ہیں۔ آپ کو جتنا کچھ شریعت نے دیا ہے۔ اس کی نظیر دنیا پیش نہیں کر سکتی، آپ کو قیمتی لعل و جواہر بنا کر اوباشوں اور بدمعاشوں کی للچائی ہوئی نگاہ کے تیروں سے شریعت نے جس طرح بچایا۔ اور آپ کی قدر و قیمت کو بڑھایا ہے اس سے بہتر کوئی اور صورت ناممکن ہے کاش کہ آپ سمجھ سے کام لیتیں۔

بہرکیف ہم یہ کہہ رہے تھے کہ جو قاضی آپ مقرر کرانا چاہتی ہیں وہ جاہل ہو تو نہ اور زیادہ مصیبت ہو گی اگر عالم ہو تو وہ شریعت کا پابند ہوگا۔ اور آپ کو شریعت غراء کی پیروی سے انباء زمانہ بھگا رہے ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے۔ کہ آپ کی بہنوں نے ابھی ابھی مغربی پاکستان کی یونین کونسلوں

(باقی ص۱۶ پر)

خطبہ یوم الجمعہ ۳؍ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ مطابق ۹؍ فروری ۱۹۶۲ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

رمضان شریف کے روزوں کو تکلیف مالایطاق نہ سمجھا جائے بلکہ اس میں بہت سے فوائد ہیں

مثلاً

قولہ تعالیٰ شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ وَمَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ○

(سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ پارہ ۲)

ترجمہ۔ رمضان کا وہ مہینہ ہے۔ جس میں قرآن (مجید) اتارا گیا۔ جو لوگوں کے واسطے ہدایت ہے۔ اور ہدایت کی روشن دلیلیں اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔ سو جو کوئی تم میں سے اس مہینے (رمضان) کو پالے۔ تو اس کے روزے رکھے اور جو کوئی بیمار یا سفر پر ہو۔ تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے۔ اللہ (تعالیٰ) تم پر آسانی چاہتا ہے۔ اور تم پر تنگی کرنا نہیں چاہتا اور تاکہ تم گنتی پوری کر لو۔ اور تاکہ تم اللہ (تعالیٰ) کی بڑائی بیان کرو۔ اس پر کہ اس نے ہدایت دی۔ اور تاکہ تم شکر کرو۔

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ ○ اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمْ ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَکُمْ فَتَابَ عَلَیْکُمْ وَعَفَا عَنْکُمْ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْھُنَّ وَابْتَغُوْا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمْ وَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْھُنَّ وَاَنْتُمْ عٰکِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَقْرَبُوْھَا کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ اٰیٰتِہٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَّقُوْنَ ○

(سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ پارہ ۲)

گزشتہ آیتوں کے احکام الٰہی کی تفصیل

(۱) قرآن مجید کا نزول ۔ رمضان شریف میں ہوا ہے۔

(۲) قرآن مجید لوگوں کی راہ نمائی کے لئے نازل ہوا ۔ یعنی جو معاملہ پیش آئے ۔ اس معاملہ میں بتلائے ۔ کہ اللہ تعالےٰ کی مرضی کیا ہے۔

(۳) اور ہر معاملہ میں حق اور باطل میں تمیز کرانے والا ہے۔

(۴) اور جو کوئی رمضان شریف کے مہینہ کو پالے ۔ تو اس میں روزے رکھے

(۵) اور جو مریض یا مسافر ہو۔ وہ شخص ماہ رمضان کے روزے چھوڑ سکتا ہے ۔ ہاں پھر جب مریض تندرست ہو جائے ۔ یا مسافر گھر آجائے ۔ تو پھر روزے پورے کردے

(۶) اللہ تعالےٰ اپنے احکام کی تعمیل میں تنگی کرنا نہیں چاہتا بلکہ آسانی پیدا کرنا چاہتا ہے

(۷) تاکہ اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل بھی پوری ہو جائے اور تمہیں بھی تکلیف مالایطاق نہ ہو۔

(۸) ہر دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں ۔ جب بھی مجھے پکاریں۔

(۹) پس انہیں چاہئے ۔ کہ میرا حکم مانیں۔

(۱۰) اور بندوں کو چاہئے ۔ کہ مجھ پر ایمان لائیں ۔ تاکہ ہدایت پائیں۔

(۱۱) روزے کی رات میں مردوں کو اپنی بیویوں سے ملنا جائز ہے ۔ وہ تمہارے لئے پردہ ہے ۔ اور تم ان کے لئے پردہ ہو۔

(۱۲) اور روزہ کی رات کو کھاؤ اور پیو حتیٰ کی تم پر سفید تاگہ فجر کا رات کے سفید تاگہ سے جدا ہو جائے

(۱۳) سحور کو روزہ رکھ کر اس روزے کو رات تک پورا کرو۔

(۱۴) اور جب اعتکاف پر بیٹھ جاؤ تو بھی عورت سے ملنا جلنا چھوڑ دو۔

(۱۵) یہ بیان فرمودہ اللہ تعالےٰ کے احکام ہیں ۔ ان کے توڑنے کے قریب بھی مت جاؤ۔

وما علینا الا البلاغ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے اتباع کی ضرورت

ازروئے قرآن مجید

پہلی دلیل

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد واجب الاعتقاد یہ ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى ۝

(سورۃ النجم رکوع ۱ پارہ ۲۷)

ترجمہ ۔ اور نہ وہ (پیغمبر) اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے ۔ یہ تو وحی ہے ۔ جو اس (پیغمبر) پر آتی ہے

ان گذشتہ دو آیتوں

سے ثابت ہوا ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ زبان مبارک سے فرماتے ہیں سب وحی الٰہی ہے۔

البتہ محققین

نے وحی کی دو قسمیں کی ہیں وحی جلی ۔ اور وہ قرآن مجید ہے ۔ جسے حضرت جبرئیلؑ پڑھ کر سنا جاتے ہیں ۔ جس وحی کو قرآن مجید کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

اور دوسری قسم وحی

کی وہ ہے ۔ جو اللہ تعالےٰ آپ کے دل میں القا فرما دیتے ہیں ۔ اسے وحی خفی کہتے ہیں ۔ بالفاظ دیگر حدیث شریف ہے۔

لہٰذا

ثابت ہوگیا ۔ کہ وحی خفی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی القاء ہوتی ہے۔

یعنی حدیث شریف

سابقہ بیان کی بناء پر ہی رسول اللہ صلی اللہ کے سچے متبعین کا عقیدہ ہے۔

کہ قرآن مجید وحی جلی ہے

اور حدیث شریف وحی خفی ہے

اور علماء کرام کے اس سابقہ عقیدہ کی بناء پر ہی کہا کرتا ہوں کہ منکر حدیث منکر قرآن ہے ۔ اور منکر قرآن خارج از اسلام ہے ۔ اور نام کسی کا نہیں لیتا ۔ تاکہ کسی شخص کی تنقیص شان نہ ہو ۔ البتہ مسئلہ واضح کر دیا ہے ۔ اور دعا کرتا ہوں کہ خدا کرے بھٹکے ہوئے احباب راہ راست پر آجائیں ۔ وما علینا الا البلاغ۔

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے اتباع کی ضرورت

ازروئے قرآن مجید

دوسری دلیل

قولہ تعالیٰ (وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ) (سورۃ الحشر رکوع ۱ پارہ ۲۸)

ترجمہ ۔ اور جو کچھ تمہیں رسول دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو ۔ اور اللہ (تعالےٰ) سے ڈرو ۔ بیشک اللہ (تعالیٰ) سخت عذاب دینے والا ہے۔

ہدایت

خدام الدین کو ردی میں فروخت نہ کریں بلکہ آپ پڑھ کر کسی دوسرے حاجتمند کو دے دیں

ماہِ مبارک کا خیر مقدم اور روحانی استقبال

اللہ میاں سے محبت و الفت کی باتیں

نماز۔ روزہ۔ عید الفطر و صدقہ فطر

کے عاشقانہ رموز

حضرت مولانا محمد میاں صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند دہلی۔

کیا ایسا بھی کوئی مسلمان ہو سکتا ہے جو کلمۂ اسلام نہ جانتا ہو؟ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) کلمۂ اسلام ہے۔ کیونکہ اسی پر اسلام کا مدار ہے۔

اس کا عام ترجمہ یہ ہے:۔ "نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں"

ترجمہ بالکل صحیح ہے۔ مگر کیا یہ کوئی کہاوت ہے، کوئی دوہا ہے کہ زبان سے رٹ لگائی جائے، اور دل میں کچھ نہ ہو۔

نہیں ایسا نہیں یہ کلمہ دل کے جذبہ کا ترجمان ہونا چاہئے۔

یہ کلمہ ایک معاہدہ ہے۔ اور اس معاہدہ کے مختلف درجے ہیں۔

معاہدہ کا پہلا درجہ یہ ہے:۔

اَمَرَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ

ترجمہ:۔ اللہ کا حکم ہے کہ مت عبادت کرو مگر صرف اسی کی۔

یعنی ابتدائی اور سب سے پہلا درجہ تو یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اس بات کا عہد ہے کہ اللہ رب العزت کے علاوہ کسی کی عبادت اور پوجا نہ ہوگی۔

•

اچھا تم کسی کو کیوں پوجتے ہو؟

اس لیئے کہ وہ مقصود ہے۔
اس لیئے کہ وہ مطلوب ہے
اس لیئے کہ وہ محسن ہے۔
اس لیئے کہ وہ محبوب ہے۔

•

کیا یہ سب باتیں اللہ تعالٰے میں ہیں؟

بے شک ہیں۔

وہ رب العالمین ہے۔ وہ ارحم الراحمین ہے۔

اس کا ارشاد ہے:۔

وَسِعَتْ رَحْمَتِیْ کُلَّ شَیْءٍ

ترجمہ:۔ میری رحمت ہر چیز پر عام ہے۔

اُس کی یہی رحمت ہے اور اسی رحمت کا مظاہرہ ہے۔ کہ اُس نے اپنے کلام پاک میں اپنے لئے تقریباً چھ سو جگہ اسم "اللّٰہ" استعمال کیا ہے۔ تو اس سے زائد یعنی تقریباً سات سو آیتوں میں اس نے اپنے لئے لفظ "رب" کا خطاب اختیار فرمایا ہے۔ یعنی ذات کا مظاہرہ اتنا نہیں جتنا شانِ ربوبیت کا۔

•

وہ رؤف بالعباد (بندوں پر بہت زیادہ مہربان) ہے۔

اس کا فرمان ہے

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ

ترجمہ:۔ مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

وہ جس طرح نیکوکاروں کو بشارت دیتا ہے کہ

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ۔

ترجمہ: بے شک اللہ کی رحمت نیکوکاروں کے قریب ہے۔

اسی طرح بلکہ اس سے کہیں زیادہ شفقت اور مہربانی کی بارش برساتے ہوئے خطاکاروں اور گنہگاروں کو اطمینان دلاتا ہے:۔

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ

ترجمہ:۔ اللہ کی رحمت سے نا اُمید مت ہو۔

فریضۂ عبادت کی حقیقت

بے شک وہ احکم الحاکمین بھی ہے۔ ملک النّاس (انسانوں کا بادشاہ) بھی ہے۔ وہ مالک یوم الدین بھی ہے مگر فریضۂ عبادت کیا، ایسا جبری اور قہری فرمان ہے۔ جیسا جبار و قہار بادشاہوں کی طرف سے ہوا کرتا ہے۔ اور اس بنا پر یہ نماز کیا ایک جبری ڈیوٹی ہے جو فوج کے سپاہیوں کی طرح لامحالہ جبراً و قہراً انجام دینی چاہیئے یا پیغام محبت ہے اور راہ و رسم الفت ہے جو محب اور محبوب میں ہونی چاہیئے؟

قرآن حکیم بتاتا ہے کہ ایک مومن کا رشتہ خدا کے ساتھ محبت کا رشتہ ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ

ترجمہ:۔ "جو ایمان والے ہیں وہ اللہ کی محبت میں بہت پکے ہوتے ہیں" ان کو سب سے زیادہ محبت اللہ سے ہوتی ہے۔

اسی طرح ارشاد ہے:۔

وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ

ترجمہ:۔ اور اللہ بھی نیکوکاروں سے محبت فرماتا ہے۔

پنج وقتہ نماز میں اسی محبت کی سرگوشیاں ہوتی ہیں۔

اَلْمُصَلِّیْ یُنَاجِیْ رَبَّہٗ

ترجمہ:۔ نماز پڑھنے والا
اپنے رب سے سرگوشیاں
کرتا ہے

کسی قدر تفصیل ملاحظہ فرمائیے۔
غور کیجئے نماز میں چار ہیئتیں یا چار پوزیشن اختیار کئے جاتے ہیں۔

(۱) کھڑے ہو کر (۲) جھک کر۔ (۳) زمین پر ماتھا ٹیک کر (۴) دو زانو بیٹھ کر۔

ان چار ہیئتوں (پوزیشنوں) میں کس مضمون کو دہرایا جاتا ہے۔ وہ کیا تصور ہے جس کو بار بار پختہ کیا جاتا ہے۔

غور فرمائیے۔ ایک ہی تصور ہے جس کو ہر ایک ہیئت میں پختہ کیا جا رہا ہے۔ یعنی اللہ کے رب ہونے کا تصور۔ چنانچہ جب آپ کھڑے ہوتے ہیں تو لامحالہ پڑھنا پڑتا ہے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

یہ کیا ہے؟ ربوبیت، رحمت، ارحمیت کی یاد دہانی۔ شفقت، مہربانی اور محبت کی پختگی، پیمانِ الفت کی توثیق

رکوع میں:۔

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ

سجدہ میں:۔

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى

ان تینوں پوزیشنوں میں مرکزی تصور جو ٹوٹنے نہیں پاتا، کیا رہا؟ رب، ربوبیت، پرورش، بے انتہا شفقت، جس کے لئے لازمی ہے۔ بے انتہا محبت، الفت، عشق، وارفتگی عشق، وہ عشق جو تصورِ محبوب کو ہر چیز پر غالب کر دے وہ عشق جو نادیدہ محبوب کو بھی دیدہ بنا دے۔ اس طرح گویا وہ تجلی فرما ہے اور آپ اس کے دیدار سے سرشار ہو رہے ہیں۔

تعبد اللہ کانک تراہ

یعنی محبوبِ رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین یہ ہے۔ کہ عبادت اس طرح کرو کہ گویا دیدار محبوب کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔

چوتھی ہیئت:۔ دو زانو بیٹھنا۔
یعنی آداب بجا لانے کے بعد مجلس میں حاضری۔

یہاں جو کچھ بھی ہے از اول تا آخر۔ آدابِ محبت کی بجاآوری یا یہ کہو کہ مراسمِ محبت کا تبادلہ۔ ملاحظہ فرمائیے۔

آپ اپنی جانب سے بدنی، مالی اور ہر قسم کی تعظیمات، محبوب اکبر یعنی اللہ رب العزت کی بارگاہ میں پیش کر رہے ہیں جب آپ یہ پڑھ رہے ہیں

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ

ترجمہ:۔ (یعنی) تمام تعظیمیں
تمام بدنی اور مالی
احترامات صرف اللہ کے
لئے ہیں

اس پیش کش کا ثمرہ کیا ہے؟

سلام اور رحمت
محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر۔
خود ان پیش کرنے والوں پر اور تمام صالح بندوں پر۔

●

مختصر یہ کہ اسی کلمۂ اسلام یعنی لا الہ الا اللہ کا دوسرا اسٹیج یعنی معنوی حیثیت یہ ہے کہ آپ عہد کر رہے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی مطلوب و مقصود نہیں، کوئی محبوب نہیں۔

جس طرح اس کی شانِ ربوبیت اپنی شفقتوں، رحمتوں، مہربانیوں کے وسیع دامنوں میں ہم ناکاروں کو سمیٹے ہوئے ہیں۔ تو ہماری فطرت کے آبگینے بھی اسی نور سے تاباں اور درخشاں ہو کر اپنی عبدیت، والہانہ نیازمندی اور عشق و محبت کی سرمستی اس کے آستانۂ تقدس پر نچھاور کر رہے ہیں۔

اور نہ صرف نماز میں بلکہ زندگی کے تمام لمحات میں ہمارا نصب العین یہ ہے۔

اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

ترجمہ:۔ بے شک میری نماز میری تمام قربانیاں، میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔

گیارہ ماہ رات اور دن کے پانچ اوقات میں محبت و الفت کے ان جذبات کو پختہ کرتے رہنے کے بعد ایک موسم آتا ہے جب رب اکبر اور محبوب حقیقی کی تجلیات نئے انداز سے نکھرتی ہیں یہ روحانیت کا موسم بہار ہے۔ تمرد و عصیان کے خس و خاشاک ظلم و گناہ کے جھاڑ جھنکاڑ طاغوتیت و شیطنیت کے خاردار درخت فنا تو نہیں ہوتے مگر یہ موسم ایسا ہے کہ رحمتِ خداوندی کی نئی نئی کلیاں چٹختی ہیں انداز نوازش کے سنبل و ریحان شگفتہ ہوتے ہیں۔ الطافِ خداوندی کے گلشنوں کی چمن بندی کی جاتی ہے اب کہاں ہے الفت و محبت کا وہ متوالا جو دن اور رات کے پانچ اوقات میں کھڑے بیٹھے ماتھا ٹیک کر اور پیشانی جھکا کر رب رب پکارا کرتا تھا وہ آگے بڑھے، محبوب کی عنایتوں اور اس کی توجہات سے دامن پُر کرے۔

ہاں یہ آ رہا ہے، عاشق سرمست آ رہا ہے۔ محبوب سے تقرب کی تمنائیں لئے ہوئے آ رہا ہے۔

اب تک وہ رب رب پکار رہا تھا۔ وہ رب کی ربوبیت کا صرف تذکرہ کر رہا تھا۔ اب اس تقرب کے دور میں جامۂ ربوبیت کے زریں تاروں کو اپنے اوپر سجا کر آ رہا ہے۔

شانِ ربوبیت یہ ہے کہ اپنی حاجتوں سے بے نیاز، دوسروں کے لئے حاجت روا۔

●

یہ جس کو صائم کہتے ہیں۔ آج وہ اسی شان سے جلوہ گر ہے۔

یہ بات تو نہیں کہ محبوب حقیقی کی طرح اس کی فطرت ہر ایک حاجت سے بے نیاز اور ہر ایک آلائش سے پاک اور مقدس ہو گئی ہو

رنگ اس نے وہی اختیار کر لیا ہے جو اپنی حاجتوں سے بے نیاز کا ہونا چاہئے۔ اور یہ رنگ اس پختگی سے اختیار کیا ہے کہ بند کمرے میں جہاں اس کے محبوب حقیقی کے سوا کوئی دیکھنے والا نہیں آب سرد کا جام دھرا ہو اور آج کل کے فیشن کے مطابق (رف ری جیٹر) برف کی ٹھنڈی الماری اس کے سامنے ہے وہ اگر چاہے تو تنہائی میں پوری بوتل چڑھا کر اپنی تشنہ لبی دور کر سکتا ہے۔

شدید گرمی ہے باہر سے چل کر آیا ہے۔ بدن سے بخارات نکل رہے ہیں۔ زبان پر خشکی سے کانٹے پڑ رہے ہیں اور ہونٹوں پر پپڑیاں جمی ہوئی ہیں مگر کیا مجال کہ وہ ایک قطرہ بھی حلق سے نیچے اتار لے۔ اگر وہ کلی بھی کرتا ہے تو پوری احتیاط سے۔ اس کا یہ اخلاص اس کے قدردان محبوب حقیقی کو بھی پسند آتا ہے اس نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی لسانِ نبوت سے بھی اس کو سند دے دی ہے۔

اَلصَّوْمُ لِیْ۔ ہاں بے شک یہ روزہ جو خلوت اور تنہائی کی تاریک کوٹھڑی میں بھی صداقت کے جلوے دکھا رہا ہے، بے شک میرے لئے (رب اکبر کے لئے) ہے۔ بے شک یہ میری ہی خاطر کھاتا پیتا۔ اور اپنی تمام خواہشات ترک کئے ہوئے ہے۔ اس کے اس اخلاص کی قدرافزائی یہ ہے کہ اس کی بھوکی پیاسی آنتوں سے ایک خاص مہک لئے ہوئے جو بو منہ سے نکلتی ہے۔ روزہ دار کے منہ کی یہ بو خدا کے نزدیک مشک سے زیادہ طیب اور پاکیزہ ہے۔ اور لیسلسلہ ثواب و انعام، ثواب و جزا کے تمام قانون سے بالا صرف خدا تعالیٰ کی عنایتوں اور نوازشوں کے ساتھ مخصوص ہوگا یعنی قاعدہ تو یہ ہے کہ نیکی کا بدلہ دس گنے سے شروع ہو کر سات سو گنے تک پہنچتا ہے مگر روزہ دار کا اخلاص جس طرح اپنی شان نرالی رکھتا ہے اس کی جزا بھی نرالی ہے جس کی کوئی حد مقرر نہیں کی گئی۔

مگر یہ شانِ ربوبیت کا صرف ایک پہلو ہے یعنی اپنی حاجتیں نظرانداز کر دینا۔ لیکن شانِ ربوبیت کا دوسرا پہلو اس سے بھی اہم ہے یعنی دوسروں کی حاجتیں پوری کرنا۔

رب العالمین کے پرستار، سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ کے ورد کرنے والے کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اس کے دوسرے پہلو کو بھی اتنا ہی نمایاں کرے۔ وہ قوم و ملت کی اجتماعی اور انفرادی صلاحیتوں پر نظر ڈالے اور پورے ایثار اور حوصلہ مندی سے یہ حاجتیں پوری کرے۔

ارشاد ہے۔

تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ۔

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کے جو اخلاق و خصائل ہیں وہ تم بھی اختیار کرو۔"

ایک روزہ دار اور با اخلاص روزہ دار کا فرض ہے۔ کہ وہ حاجت روائی اور امداد و اعانت کے سلسلہ میں اس ارشاد کا عملی نمونہ بن کر بارگاہِ محبوبِ حقیقی سے سند تحسین حاصل کرے۔

عام طور پر اصحاب استطاعت اسی مہینہ میں فرض زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ بے شک یہ ایک پسندیدہ عمل ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے۔ کہ اس ماہ میں نفل اور مستحب کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب بدرجہا زائد ملتا ہے۔ تو ظاہر ہے فرض زکوٰۃ کی ادائیگی اس ماہ میں بدرجہا زائد ثواب کی مستحق ہو گی۔

مگر یہ ثواب تو صرف فرض کی حد تک ایک بات ہوگی جسے ایک قانون اور ضوابط کی کارروائی کہنا چاہئے۔ عشق و محبت کی وارفتگی تو قانون کی پابند نہیں ہوا کرتی ہے

عشق چوں خام است باشد بستہ ناموس و ننگ
پختہ مغزانِ جنوں را کے حیا زنجیر پاست

دیکھو محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم جن کی محبت کا ہر مسلمان دم بھرتا ہے آپ پر تو زکوٰۃ کبھی بھی واجب نہیں ہوئی کیونکہ وجوب زکوٰۃ کے لئے حولان حول شرط ہے۔

یعنی زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب مثلاً ۵۲ تولہ چاندی یا سات تولہ سونا یا اس کی قیمت کا تجارتی مال سال بھر تک رکھا رہا ہو۔ اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس کدہ میں سونا چاندی پورا سال تو کیا ایک رات بھی نہیں گذار سکتا تھا۔ شانِ نبوت اس کو گوارا نہیں کر سکتی تھی کہ اس کے "کاشانۂ توکل" میں سونے چاندی کی قسم کی کوئی چیز ایک رات بھی رہ سکے۔ اِلّا یہ کہ وہ امانت ہو یا کسی مستحق کا واجبی مطالبہ ہو۔

لیکن سامان زکوٰۃ سے اس درجہ احتیاط و اجتناب کے باوجود محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ سخاوت یہ تھی کہ سال بھر اگر وہ بارش کی مثال پیش کرتی تھی تو رمضان شریف اور بالخصوص آخری عشرہ میں موسلادھار بارش ہو جاتی تھی۔

پس روزہ دار نے کھانا پینا بند کر کے جو شانِ ربوبیت کی نقل اتاری تھی۔ اس کا دوسرا پہلو اور نہایت اہم پہلو یہ ہے کہ شانِ حاجت روائی بھی زکوٰۃ اور صدقہ کی حدود میں محدود نہ رہے۔ اس سے آگے بڑھے۔ اور ایسی بڑھے کہ موسلا دھار بارش ہو جائے اور یہ بھی پروا نہ کرے کہ اس پر اصل زکوٰۃ بھی واجب ہے یا نہیں ہے۔ جو میسر ہو راہ خدا میں خرچ کرے مگر یہ منزل بہت کٹھن ہے ـــ

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا
کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا

●

اچھا اس وقت ایک اور پہلو

بھی اچھوتا نہ رہنا چاہئے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ آپ جو دن اور رات میں سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ کا ورد رکھتے ہیں۔ رمضان شریف کے موقع پر جب شانِ ربوبیت کا ایک دامن آپ سنبھالے ہوئے ہیں۔ تو ربوبیت کے کے ساتھ سبوحیت کا مظاہرہ بھی ضروری ہے۔

رب العالمین کی سبوحیت یہ ہے کہ وہ ہر قسم کے عیب اور نقص سے پاک ہے۔

آپ کی سبوحیت یہ ہے کہ جو گناہ دانستہ یا نادانستہ طور پر رات دن ہوتے رہتے ہیں اور اس طرح ہوتے ہیں کیا باوجودیکہ بہت بڑے بڑے گناہ ہیں۔ مگر ہمیں ان کے گناہ ہونے کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ اس مبارک ماہ میں خصوصیت سے ہم ان سے تنزہ اور پاکیزگی اختیار کریں۔

یعنی غیبت، جھوٹ، بدگوئی، بدکلامی، غصہ، ضد، ہٹ، طنز، طعن، تشنیع

یہ سب ہی گناہ ہیں۔ اور سخت گناہ ہیں ایسے گناہ ہیں کہ نیکیوں کو ختم کر ڈالتے ہیں۔ ان میں سے بعض کو تو نیکیوں سے ایسا بیر ہے جیسے دیا سلائی کو سوکھی گھاس سے۔

•

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حسد انسان کے نیک اعمال کو اس طرح جلا ڈالتا ہے جیسے آگ کی چنگاری سوکھی گھاس کو۔

غیبت کیا ہے؟ قرآن پاک کی توضیح کے مطابق مردہ بھائی کا گوشت کھانا۔

وہی حدیث مبارک جس میں روزہ دار کی یہ قدر افزائی ہوئی ہے۔ کہ اس کو سند عطا کی گئی کہ "الصوم لی وانا اجزی بہ"

ترجمہ۔ روزہ میرے لئے ہے۔ اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

اسی حدیث میں اس اجر عظیم کی وجہ اور علت کے طور پر یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ روزہ دار بدگوئی نہیں کرتا وہ چلاتا نہیں، سخت کلامی نہیں کرتا، غصہ نہیں ہوتا، کسی سے جھک جھک نہیں کرتا اور اگر کوئی اس سے جھک جھک کرنا بھی چاہے تو وہ خاموش ہو کر الگ ہو جاتا ہے۔

یعنی اس آیت کا عملی نمونہ پیش کرتا ہے۔

وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا

ترجمہ:۔ جب ان سے نادان خطاب کرتے ہیں تو یہ ان کی بیہودگی کے جواب میں سلامتی کی بات کہتے ہیں۔

نیز:۔

وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا

ترجمہ:۔ اور جب ایسے مقام سے گذر ہوتا ہے۔ جہاں کھیل تماشے یا لڑائی جھگڑے کے لغو کام ہو رہے ہیں تو یہ (دامن سنبھال کر) شریف آدمیوں کی طرح گذر جاتے ہیں۔

پس روزہ دار کے روزہ کا احترام جو خود اس کو کرنا چاہئے یہ ہے کہ جس طرح اس کا رب اور اس کا محبوب حقیقی ان عیوب و نقائص سے پاک ہے۔ وہ بھی حسد، کینہ، بغض و عداوت بدگوئی اور بدکلامی، غیبت اور چغلی وغیرہ کے تمام رذائل سے بلند و بالا اور پاک و صاف ہے۔

مولانا محمد احمد صاحب تھانوی

احکامِ رمضان المبارک

روزہ کو توڑ دینے والی وہ چیزیں جن سے کفارہ واجب ہوتا ہے

مندرجہ ذیل چیزوں سے روزہ بھی ٹوٹ جاتا ہے اور قضاء و کفارہ دونوں لازم آتے ہیں:۔

(۱) جان بوجھ کر قصداً کچھ کھا پی لینا۔ (۲) فطری یا غیر فطری طور پر تعلقات خصوصی کا ارتکاب کرنا (۳) دوا یا نشہ پینا (۴) حقہ، سگریٹ، بیڑی، نسوار وغیرہ کے قصداً استعمال کرنے سے (۵) اگر مرد عورت میں سے ایک مجنون اور ایک عقلمند ہو تو جماع سے عاقل پر کفارہ و قضا دونوں واجب ہیں۔ (۶) اگر روزہ کی نیت کر لی ہو اور پھر سفر کا قصد کر لیا اس وجہ سے گھر ہی پر روزہ توڑ دیا تو اس پر بھی کفارہ و قضا دونوں واجب ہوں گے۔ البتہ اگر سفر شروع کر کے بستی سے باہر نکلنے کے بعد سفر کی صعوبت و مشقت کی وجہ سے توڑ دیا تو کفارہ نہ ہوگا۔ صرف قضا ہوگی۔ (۷) کفارہ صرف رمضان کے روزہ کا واجب ہوتا ہے اور کسی روزہ کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

روزہ کا کفارہ

اگر مندرجہ بالا وجوہ میں سے کسی وجہ سے روزہ ٹوٹ گیا تو روزہ کی قضا کے علاوہ کفارہ بھی واجب ہوگا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے

(۱) اگر میسر آسکے تو ایک غلام آزاد کر دے (۲) اگر غلام خریدنے کی قدرت نہ ہو یا اس ملک میں غلام نہ ملتے ہوں تو ساٹھ روز کے مسلسل روزے رکھے (بیچ میں ناغہ نہ کرے۔ اگر ایک دن بھی ناغہ ہو گیا تو پھر از سر نو ساٹھ روزے رکھنا پڑیں گے۔) (۳) یہ ساٹھ دن ایسے ہونے

چاہئیں جن میں رمضان شریف، عید، بقرعید اور ایام تشریق نہ ہوں۔ (۴) البتہ اگر عورت کو حیض آ جائے یا بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے نفاس کا خون آ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس کا تسلسل باقی شمار کیا جائے گا (۵) اگر بیماری یا ضعف وغیرہ کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلاوے (۶) یا صدقۂ فطر کے مطابق ساٹھ آدمیوں کو غلّہ یا نقد دے دے (۷) جن ساٹھ آدمیوں کو صبح کھلایا ہے انہیں کو شام کو بھی کھلانا چاہئے۔ اگر کھانا کھانے والے بدل گئے تو کفّارہ ادا نہ ہوگا۔ (۸) ایک مسکین کو اگر ساٹھ روز تک دونوں وقت کھانا کھلا دیا یا ساٹھ روز تک مستقل نقد دیتا رہا۔ تو بھی کفّارہ ادا ہو جائے گا۔ (۹) لیکن اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ روز کا غلّہ یا نقد ایک ہی دن میں دے دیا تو پورا کفّارہ ادا نہ ہوگا۔ بلکہ وہ ایک دن کا شمار ہوگا۔ (۱۰) اگر کسی شخص کے ذمہ کئی روزے توڑنے کے کفّارے واجب تھے مگر اس نے ابھی تک کوئی کفّارہ ادا نہیں کیا تو اس صورت میں فتویٰ یہ ہے کہ اگر روزے تعلقاتِ خصوصی کی وجہ سے ٹوٹے ہیں اور ایک ہی رمضان میں ٹوٹے ہیں تب تو ان کفّاروں میں تداخل ہو جائے گا۔ (۱۱) اور اگر وہ علیحدہ علیحدہ رمضانوں کے روزے ہیں تو تداخل نہیں ہوگا۔ ہر ایک روزہ کا کفّارہ علیحدہ علیحدہ دینا پڑیگا (۱۲) اور اگر جماع کے علاوہ کسی اور چیز کی وجہ سے کفّارہ واجب ہوا ہے تو ان میں تداخل ہو سکتا ہے۔ ایک رمضان کے روزے ہوں خواہ کئی رمضان کے صرف ایک کفّارہ سب کے لئے کافی ہوگا۔ (۱۳) البتہ اگر پہلے کوئی کفّارہ ادا کر چکا ہے تو پھر تداخل نہیں ہوگا اور پہلا ادا شدہ کفّارہ دوسرے کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔

روزہ توڑنے والی وہ چیزیں جن سے صرف قضا واجب ہوتی ہے

مندرجہ ذیل چیزوں سے روزہ تو ٹوٹ جاتا ہے مگر صرف قضا واجب ہوتی ہے۔ کفّارہ واجب نہیں ہوتا۔

(۱) ناس لینا (۲) اینما لگوانا۔ (۳) کان میں تیل ڈالنا (۴) لوہا، کنکر، لکڑی وغیرہ نگل جانا (۵) کلّی کرتے وقت پانی کا حلق میں پہنچ جانا (۶) کان یا ناک میں دوا ڈلوانا (۷) قصداً منہ بھر کے قے کرنا۔ (۸) بیوی کو چھیڑنے اور چھونے سے انزال ہو جانا (۹) لوبان یا عود وغیرہ کا دھواں قصداً ناک یا حلق میں پہنچانا (۱۰) بھول کر کچھ کھا پی لیا ہو پھر یہ سمجھ کر کہ اب تو روزہ ٹوٹ ہی گیا ہے قصداً کچھ کھا پی لینا (۱۱) رات سمجھ کر صبح صادق کے بعد کچھ کھا پی لینا (۱۲) بادل وغیرہ کی وجہ سے روزہ افطار کر لیا گیا ہو اور بعد میں معلوم ہو کہ ابھی کچھ دن باقی ہے (۱۳) فطری اور غیرفطری طریق صحبت کے علاوہ اگر کسی طرح انزال منی کر دی گئی۔ (۱۴) اگر روزہ دار عورت سے زبردستی جماع کیا گیا (۱۵) یا سونے کی حالت میں بے خبری میں۔ (۱۶) یا اس کے جنون کی حالت میں جماع کیا گیا تو عورت پر کفّارہ واجب نہ ہوگا۔

جن چیزوں سے روزہ نہ ٹوٹتا ہے نہ مکروہ ہوتا ہے

مندرجہ ذیل چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا نہ قضا واجب ہوتی ہے نہ کفّارہ بلکہ مکروہ بھی نہیں ہوتا۔

(۱) بھول کر کچھ کھا پی لینا۔ خواہ پیٹ بھر کر ہی کیوں نہ کھا لیا ہو (۲) آنکھوں میں سرمہ لگانا۔ (۳) مسواک کرنا (۴) خوشبو سونگھنا (۵) تھوک یا سنک نگل جانا (۶) خود بخود قے ہو جانا خواہ کم ہو

یہ ماہ رمضان المبارک

بازاروں میں حیوانوں کی طرح چلتے پھرتے

احترام رمضان

اس سے ا

یا زیادہ (۷) ٹیکہ یا انجکشن لگوانا۔ (۸) سر میں تیل لگانا (۹) آنکھوں میں دوا لگانا (۱۰) گرمی، پیاس کی وجہ سے غسل کرنا خواہ متعدد بار ہی کیوں نہ ہو (۱۱) بلا ارادہ خود بخود مکھی، گرد و غبار یا دھوئیں کا حلق میں چلے جانا (۱۲) کان میں پانی پہنچ جانا ارادتاً ہو یا بلا ارادہ (۱۳) سوتے میں احتلام ہو جانا (۱۴) دانتوں سے خون نکلنا بشرطیکہ حلق کے اندر نہ جانے پائے (۱۵) اگر احتلام یا صحبت کی وجہ سے غسل فرض ہو گیا تھا مگر صبح صادق کے بعد غسل کیا گیا۔

وہ چیزیں جن سے روزہ تو نہیں ٹوٹتا مگر مکروہ ہو جاتا ہے۔

مندرجہ ذیل اشیاء سے روزہ تو نہیں ٹوٹتا مگر مکروہ ہو جاتا ہے اس لئے احتیاط لازمی ہے۔

(۱) بلاضرورت کسی چیز کو چبانا (۲) نمک وغیرہ چکھ کر تھوک دینا (۳) باوجود غسل فرض ہونے کے تمام دن ناپاک رہنا (۴) کسی مریض کے لئے خون دینا یا فصد کھلوانا۔ (۵) غیبت، جھوٹ، چغلخوری، طعن و تشنیع کرنا (۶) گالی گلوچ کرنا آپس میں لڑنا جھگڑنا (۷) جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹا مقدمہ لڑنا اور اس قسم کے تمام معاصی کے ارتکاب

ے اس کا احترام کیجیے

انے پینے کی چیزوں کو چرتے رہنا اور سگریٹیں پینا

کے منافی ہے

تراز کیجیے

سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے (۸) قصداً منہ بھر سے کم قے کرنا۔ اگر روک سکتا ہو اور پھر نہیں روکی اور قصداً قے کر دی تو منہ بھر سے کم ہو گی تو فقط مکروہ ہے۔ اور اگر منہ بھر کر یا اس سے زیادہ ہے تو روزہ ٹوٹ گیا اس کی فقط قضا ہے کفارہ نہیں اور اگر خود بخود قے ہو گئی تو مکروہ بھی نہیں ہو گا۔

وہ چیزیں جن کی وجہ سے روزہ کھولنے کی اجازت ہے

مندرجہ ذیل حالتوں میں روزہ کو توڑ دینا جائز ہے کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

(۱) بچھو، سانپ یا کوئی زہریلا جانور اگر کاٹ لے (۲) حاملہ عورت کی حالت اگر خراب ہونے لگے (۳) دودھ پلانے والی عورت کو اپنی یا بچّہ کی جان کا خطرہ ہو جائے۔ (۴) یا کسی شخص پر ایسے مرض کا حملہ ہو جائے کہ بغیر روزہ کھولے جان بچنا مشکل ہو (۵) مسافر کی حالت اگر بگڑنے لگے تو وہ خود توڑ سکتا ہے۔ (۶) اگر کسی مقیم شخص کی حالت بگڑنے لگے تو اسے کسی مسلمان ماہر ڈاکٹر یا حکیم سے مشورہ کے بعد کھولنا چاہیئے۔ اگر دیندار طبیب جان کا خطرہ بتلائے تو توڑ دے ورنہ نہ توڑے (۷) اگر کسی کو قتل کی دھمکی دے کر روزہ تڑوا دیا جائے اور اس کو واقعی جان کا خطرہ ہو تو روزہ توڑ سکتا ہے۔

وہ چیزیں جن کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

مندرجہ ذیل امور کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ مگر قضا واجب ہو گی۔

(۱) شرعی مسافر جو کم از کم ۴۸ میل کی نیّت کر کے گھر سے نکلا ہو۔ بستی سے نکلتے ہی مسافر شمار ہو جاتا ہے۔ (۲) بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو (۳) یا مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو۔ (۴) جو عورت حاملہ ہو اور اس کو اپنی یا بچّہ کی جان کا خوف ہو۔ (۵) جو عورت دودھ پلاتی ہو خواہ اپنے بچّہ کو یا دوسرے کے بچہ کو اور روزہ کی وجہ سے دودھ نہ اترنے کا اندیشہ ہو اور بچّہ کی ہلاکت یا کمزوری کا خوف ہو۔

ان مندرجہ بالا حضرات کے لئے بھی احترام رمضان ضروری ہے۔ کھلم کھلا کھاتے پیتے نہ پھریں۔

روزہ کی قضاء

اگر کسی عذر کی وجہ سے روزے چھوٹ گئے ہیں تو مندرجہ ذیل طریق پر ان کی قضا ہو گی۔

(۱) جس عذر کی وجہ سے روزہ چھوڑ دیا گیا تھا جب وہ عذر ختم ہو جائے تو جلد از جلد روزوں کی قضاء شروع کر دے (۲) قضا کرنے والے کو اختیار ہے چاہے ایک ایک کر کے یا دو دو کر کے قضا کرے چاہے پے در پے اکھٹے رکھ لے۔ (۳) اگر مسافر گھر لوٹنے سے پہلے یا مریض تندرست ہونے سے پہلے ہی مر جائے تو ان فوت شدہ روزوں کا نہ کوئی گناہ ہے نہ کفارہ و قضا (۴) اور اگر تندرست ہونے کے بعد یا گھر واپس آ جانے کے بعد دس پانچ روز ایسے میسّر آ گئے ہیں کہ جن میں کچھ روزے قضا کر پایا تھا کہ انتقال ہو گیا تو باقی معاف ہیں (۵) البتہ اگر وقت میسّر آنے کے باوجود قضا کے روزے نہیں رکھے تو کُل روزوں کا فدیہ دینے کی وصیّت کر دینا واجب ہے (۶) اگر مرنے والا وصیّت کر جائے تو اس کے مال سے فدیہ دلوایا جائے گا۔ اور اگر وصیّت نہ کی گئی ہو تو پھر بالغ ورثاء کو اختیار ہے۔ اگر وہ چاہیں تو مردہ کی طرف سے فدیہ دے سکتے ہیں۔

روزہ کا فِدیہ

مندرجہ ذیل صورتوں میں روزے کی بجائے فدیہ واجب ہوتا ہے۔

(۱) جو شخص اس قدر بوڑھا ہو گیا ہو کہ گرمی، سردی کسی وقت بھی روزہ نہ رکھ سکے اور مسلمان دیندار حکیم و ڈاکٹر اس کے لئے روزہ کو مضر اور مہلک بتلا دیں تو وہ شخص صدقہِ فطر کے برابر ایک ایک روزہ کا فدیہ دے سکتا ہے۔ (۲) اگر کوئی شخص کسی ایسے مہلک مرض میں مبتلا ہو کہ اسے جانبر ہونے کا یقین نہیں ہے تو وہ بھی ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ دے سکتا ہے (۳) لیکن اگر یہ شخص کسی وقت چھوٹے سے چھوٹے دنوں میں بھی روزہ رکھنے کے قابل ہو گیا تو روزے قضا کرنا ضروری ہوں گے۔ اور فدیہ کا ثواب علیحدہ مل جائے گا۔

افطار

افطار کے وقت مندرجہ ذیل امور کا لحاظ و خیال رکھیں۔

(۱) غروب آفتاب کا یقین ہو جانے کے بعد فوراً افطار کر لینا چاہیئے۔ (۲) البتہ اگر بادل، آندھی یا گرد و غبار کی وجہ سے غروب ہونے میں شک ہو تو دو چار منٹ تاخیر کرنا مستحب ہے۔ (۵) کھجور یا چھوارے سے

افطار کرنا مستحب ہے (۴) اگر کسی دوسری چیز سے افطار کر لیں تب بھی گناہ نہیں ہوتا (۵) افطار کے بعد یہ دعا پڑھنا مسنون ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ وَ بِکَ اٰمَنْتُ وَ عَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔ اور اگر یہ یاد نہ ہو تو اپنی مادری زبان میں ہی اللہ تعالےٰ کی اس توفیق اور ہمت عطا فرمانے پر شکریہ ادا کر دیا کریں۔

سحور

سحری کے لئے مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھنا ضروری ہے:۔

(۱) روزہ سے پہلے آخر رات میں سحری کھانا مسنون ہے۔ اور اجر و ثواب کا باعث ہے (۲) نصف شب کے بعد جس وقت بھی سحری کھا لی جائے سحری کی سنت ادا ہو جاتی ہے۔ مگر رات کے آخری حصہ میں کھانا افضل ہے (۳) سحری میں تاخیر کرنا مستحب ہے مگر اتنی نہ ہو کہ صبح صادق ہو جائے۔ اور روزہ ہی جاتا رہے (۴) سحری سے فارغ ہو کر دل ہی دل میں روزہ کی نیّت کر لینا کافی ہے۔ (۵) لیکن اگر زبان سے بھی یہ دعا پڑھ لے تو بہتر ہے۔ وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَیْتُ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ۔

روزہ کے مختلف مسائل

(۱) رمضان کے دنوں میں قضاء، کفّارہ، نذر اور نفل وغیرہ کی نیّت کر کے اگر روزہ رکھا گیا تو وہ بھی رمضان ہی کا روزہ ہوگا اور کسی قسم کا نہیں ہو سکتا (۲) اگر کوئی شخص دن بھر بھوکا پیاسا رہا مگر روزہ کی نیت نہیں کی تو اس کا روزہ نہیں ہوگا (۳) اگر روزہ کی نیت کر لی گئی مگر ابھی صبح صادق نہیں ہوئی تو کھانے پینے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ وقت شروع ہونے سے پہلے نیت کر لینے سے کوئی چیز حرام نہیں ہوتی۔ (۴) قضا اور کفارہ کے روزہ کی نیّت رات ہی سے کرنا ضروری ہے اگر رات سے نیّت نہ کی گئی تو یہ روزہ نفل ہوگا۔ قضا و کفارہ کا نہ ہوگا۔ (۵) اگر خدانخواستہ کوئی شخص سارے رمضان مجنون رہے تو اس پر تندرستی کے بعد ان روزوں کی قضا نہیں ہے البتہ اگر ایک دن کو بھی رمضان میں ہوش و حواس ٹھیک ہو گئے تو پچھلے روزوں کی قضا ہو گی اور آئندہ روزہ رکھنا فرض ہوگا (۶) اگر کوئی شخص پورے رمضان بے ہوش رہے یا کچھ دن رہے بہرحال اس پر تندرست ہو جانے کے بعد قضا واجب ہے (۷) نابالغ بچہ اگر روزہ توڑ دے تو اس پر نہ قضا واجب ہے نہ کفّارہ۔

تراویح

(۱) رمضان شریف کے مہینے میں روزانہ نماز عشاء کے بعد بیس رکعت تراویح سنّتِ مؤکّدہ ہے۔ (۲) بہتر یہ ہے کہ دو دو رکعت کی نیّت باندھی جائے لیکن اگر چار کی نیّت باندھ لیں تب بھی جائز ہے۔ (۳) تراویح میں ایک قرآن پاک پڑھنا اور سننا بھی سنت ہے۔ اور ایک قرآن سے زائد مقتدیوں کے شوق اور رغبت کے مطابق پڑھا جا سکتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر سب قرآن سننے کے شوقین ہوں تو روزانہ ایک قرآن بھی پڑھا جا سکتا ہے اور اگر شوق نہ ہو یا قرآن پاک کی بے حرمتی کا خدشہ ہو تو مکروہ ہے (۴) نابالغ بچوں کو تراویح میں بھی امام بنانا جائز نہیں ہے (۵) تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی ہیں مستحب ہے۔ لیکن اگر مقتدیوں کی گرانی کی وجہ سے تخفیف کر دیں تو جائز ہے (۶) جو شخص بعد میں آ کر شریک ہوا ہو وہ پہلے اپنے فرض ادا کرے اس کے بعد تراویح میں شرکت کرے (۷) اگر کسی غلطی کی وجہ سے عشاء کے فرض نہ ہوئے ہوں اور ان کا اعادہ کرنا پڑے تو ان کے بعد جس قدر تراویح پڑھی گئی ہیں ان کا بھی اعادہ کرنا ہوگا۔ اس لئے کہ تراویح فرضوں کے تابع ہے۔ جب فرض ہی نہیں ہوئے تو ان فرضوں کے بعد والی تراویح بھی نہیں ہوئی (۸) اگر کسی شخص کی کچھ تراویح چھوٹ جائیں تو وہ امام کے ساتھ وتر پڑھ لے اور تراویح بعد کو قضا کر دے۔ (۹) سارے قرآن شریف میں کسی ایک سورت کے شروع میں بلند آواز سے بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا واجب ہے (۱۰) قرآن پاک کے ختم کے روز قُلْ ھُوَ اللّٰہُ کو تین مرتبہ پڑھنا ضروری نہیں ہے (۱۱) تراویح خود تو سنّت مؤکّدہ ہے مگر تراویح کی جماعت سنّتِ علی الکفایہ ہے۔ اگر بعض لوگ جماعت سے پڑھ لیں اور باقی بغیر جماعت کے تو جائز ہے۔ مگر یہ لوگ مسجد کے ثواب سے محروم رہینگے (۱۲) اگر کسی جگہ قرآن سنانے والا حافظ نہ مل سکے یا اُجرت طلب کرے تو اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے تراویح پڑھ لیں مگر قرآن پر اُجرت نہ دیں کہ ہمارے فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالےٰ نے محض بوجہ مجبوری صرف تعلیم پر اُجرت کو جائز قرار دیا ہے۔ تلاوت پر جائز نہیں ہے۔ لینا دینا دونوں گناہ ہیں۔ (۱۳) تراویح میں اس قدر جلدی قرآن پاک پڑھنا کہ جس سے حروف کٹنے لگیں اور صاف صاف الفاظ سمجھ میں نہ آویں بڑا گناہ ہے۔ اس صورت میں نہ امام کو ثواب ملتا ہے نہ مقتدیوں کو۔

شبینہ

اگر رمضان شریف میں شبینہ کرنا ہو تو بہتر یہ ہے کہ قرآن پاک تراویح میں ختم کیا جائے۔ اس لئے کہ نفلوں کی جماعت اور اس کے لئے عام

بلاوا حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے (۲) اگرچہ ایک شب میں بھی پورا قرآن پڑھنا جائز ہے۔ مگر کیونکہ اس میں ترتیل و تجوید کی رعایت نہیں ہو سکتی اس لئے تین روز میں ختم کرنا بہتر ہے (۳) شرکت کرنے والے نماز کے ساتھ شرکت کریں۔ محض کھیل تماشا نہ بنائیں کہ حافظ صاحب تو قرآن پڑھ رہے ہیں اور لوگ چائے نوشی اور سگریٹ کشی میں مشغول ہیں اس طرح قرآن پاک کی توہین ہوتی ہے اور بجائے ثواب کے الٹا گناہ ہوتا ہے۔ (۴) شبینہ کے لئے زور ڈال کر اور مجبور کر کے لوگوں سے چندہ وصول نہ کیا جائے۔ (۵) محض تلاوتِ قرآن پاک اور سماعِ قرآن مقصود ہو۔ نام آوری اور فخر و مباہات پیش نظر نہ ہو۔ (۶) شبینہ پڑھنے والے اُجرت پر نہ بلائے گئے ہوں۔ شبینہ کے وقت کوئی شور و شغب نہ ہو۔ مسجد کا احترام پوری طرح ملحوظ رکھا جائے۔

اعتکاف

عشرۂ اخیرہ میں اعتکاف سنّت مؤکدہ علی الکفایہ ہے جس کے لئے مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھنا چاہئے

۲۰ر رمضان المبارک کو غروب آفتاب سے عید کا چاند نظر آنے تک ایسی مسجد میں قیام کرنا جہاں با جماعت نماز ہوتی ہو (۲) پیشاب پاخانہ، غسل واجب اور وضو وغیرہ ایسی حاجاتِ ضروریہ جو مسجد میں پوری نہ ہوں۔ ان کے علاوہ اور کسی کام سے مسجد سے باہر نہ نکلے (۳) اعتکاف کے زمانہ میں خاموش رہنا بھی مکروہ ہے البتہ بیکار اور فضول باتوں سے پرہیز کرے (۴) اپنا وقت زیادہ تر نوافل، تلاوت اور ذکر و شغل میں گذارے۔ (۵) اگر کسی مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو تو نماز جمعہ کے لئے دوسری مسجد میں جا سکتا ہے مگر صرف اتنا پہلے کہ سنتیں پڑھ کر خطبہ مسنونہ (عربی) سن سکے (۶) اگر جامع مسجد میں کچھ تاخیر بھی ہو جائے تو اعتکاف میں کوئی خرابی نہیں آتی (۷) غسلِ جمعہ یا گرمی کے غسل کے لئے معتکف کو مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے (۸) اگر طبعی اور شرعی ضرورت کے علاوہ بھول کر یا جان کر ایک منٹ کے لئے بھی مسجد سے باہر نکل گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ جس کو قضا کرنا پڑے گا (۹) رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا سنّتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ اگر پوری بستی میں کوئی بھی اعتکاف نہ کرے تو سب گنہگار ہوں گے۔

شب قدر

رمضان شریف کے آخری عشرہ میں کوئی ایک رات شب قدر ہوتی ہے اس لئے ان راتوں کو عبادت میں گذارنا چاہئے تاکہ انعام خداوندی سے محروم نہ رہے۔ مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھنا چاہئے۔

(۱) ۲۱ - ۲۳ - ۲۵ - ۲۷ - ۲۹ - ان طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات شب قدر ہے۔

۲- ابو داؤد شریف کی ایک حدیث سے مترشح ہوتا ہے کہ ستائیسویں شب میں شبقدر ہوتی ہے اس لئے عام علماء کا خیال ہے کہ اس شب میں زیادہ احتمال ہے کم از کم اس رات کو تو عبادتِ الٰہی میں ضرور مشغول رہنا چاہئے۔

۳- شب قدر کے متعلق خداوند تعالیٰ کا اعلان ہے کہ یہ ایک رات ایک ہزار مہینوں سے افضل ہے اس لئے اس ایک رات کی عبادت دوسری تیس ہزار راتوں (۸۳ سال ۴ مہینہ) کی عبادت سے زیادہ ثواب رکھتی ہے۔

۴- اگر پوری رات شب بیداری نہ کر سکے تو جس قدر بھی ہو سکے دریغ نہ کرے۔

۵- اس شب کو نفلیں، کلمہ شریف، درود شریف، تلاوت قرآن پاک، ذکر و تسبیح میں گذارنا چاہئے عبادت کی یہ گھڑی معلوم نہیں کہ اگلے سال بھی میسّر آ سکے یا نہیں۔

محمد عظمت اللہ صاحب علوی (بہاولپور)

اسلامی روزے کی حقیقت اور اس کی اہمیت

(۲)

ماہ رمضان میں روزوں کی فضیلت

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

(سورۃ البقرۃ رکوع ۷ پارہ ۲)

ترجمہ۔ اور جو اس مبارک ماہ میں زندہ موجود ہو ضرور روزے رکھے۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ - جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيضَةً (حدیث)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرض کئے اس ماہ کے روزے

وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔

(سورہ بقرہ پارہ ۲)

ترجمہ۔ اور جو بیمار یا مسافر ہو وہ ان کے بدلے اور دنوں میں روزے رکھ لے خدا

تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا ۔ تا کہ تم روزوں کی تعداد پوری کرسکو ۔ اور تم کو چاہیے ۔ کہ خدا کی بڑائی بیان کرو ۔ جس نے تمہیں بذریعہ قرآن ہدایت دی تا کہ تم اسکی نعمت کا شکریہ کرو ۔ یعنی فرمانبردار ہو ۔

ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے ۔ کہ ہر مسلمان عاقل بالغ پر ماہ رمضان کے روزوں کا رکھنا فرض ہے ۔ سوائے مسافر اور مریض کے اور جب مریض تندرست ہو جائے ۔ اور مسافر مقیم ہو جائے ۔ تو روزوں کی قضا ان پر ضروری اور فرض ہے ۔ مگر آج کل مسلمانوں کی حالت یہ ہے ۔ کہ جب رمضان شروع ہوا ۔ اور انہوں نے سفر اختیار کیا یا سال بھر مزے اڑائے اور جب رمضان شریف ہوا تو مریض بن کر ہسپتالوں اور گھروں میں زیر علاج ہو گئے ۔ ان حیلوں کو قدرت خوب جانتی ہے ۔ اور پھر کمال یہ کہ قضا کا سوال ہی نہیں حالانکہ کہ مسافر کے لئے یہ تخفیف اسی وقت ہے ۔ جبکہ سفر کی صعوبتیں مجبور کریں ورنہ مسافر بھی روزہ رکھ سکتا ہے اور بعض امراض بھی روزوں سے صحت سے تبدیل ہو جاتے ہیں ۔ مگر نفس حیلہ بازیاں اور اس کی چالاکیاں غالب ہی آکر رہتی ہیں ۔ مسلمانوں غور کرو ۔ اور اپنی زندگی کو خدا را برباد نہ کرو ۔

عَنْ عَائِشَةَ رضؓ قَالَتْ اِنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْاَسْلَمِیَّ رضؓ قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصُوْمُ فِی السَّفَرِ وَکَانَ کَثِیْرَ الصِّیَامِ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ (متفق علیہ)

ترجمہ ۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں ۔ کہ تحقیق حمزہ بن عمرو اسلمی رضؓ نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا ۔ کہ کیا میں سفر میں روزہ رکھوں ۔ اور حالانکہ حمزہ بہت ہی روزہ رکھنے والے تھے ۔ حضور اقدس علیہ سلام نے فرمایا ۔ کہ تو اگر چاہیے روزہ رکھ چاہیے افطار کر معلوم ہوا ۔ کہ مسافر اپنی حالت اور سفر کی تکالیف و راحت کو مد نظر رکھ کر روزے رکھے ۔ یا افطار کرے ۔ اور سفر بھی اپنی بستی کے حدود سے نکل کر اڑتالیس میل انگریزی سے باہر جانا ہو ۔ اگر اس سے کم ہے ۔ تو روزہ ہر حال میں فرض ہے ۔

لیلۃ القدر کا نظارہ چشم بینا کے لئے

اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ کُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

(سورۃ القدر رکوع ۱ پارہ ۳۰)

ترجمہ ۔ ہم نے قرآن کو عزت و حرمت والی رات میں نازل کیا (اللہ تعالےٰ) اور آپ کو اے نبی معلوم ہے ۔ کہ وہ کیسی رات ہے ۔ وہ رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے ۔ اُترتے ہیں جبرائیل اور فرشتے اس میں اپنے رب کے حکم سے اس کے احکام لے کر اور یہ رات سراپا سلامتی ہے طلوع فجر تک ۔

قال علیہ السلام ۔ تَحَرَّوْا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِی الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنَ الرَّمَضَانَ (حدیث)

ترجمہ ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ تلاش کرو ۔ شب قدر کو طاق راتوں رمضان کے آخری عشرہ کو یعنی ۲۱ ۔ اکیسویں ۔ ۲۳ تیئسویں ۲۵ پچیسویں ۔ ۲۹ انتیسویں میں تلاش کرو ۔

قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَجْتَهِدُ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَا یَجْتَهِدُ فِیْ غَیْرِہٖ (مسلم)

ترجمہ ۔ حضرت صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کوشش فرماتے تھے عشرہ اخیر رمضان میں پہلے سے زیادہ ۔ عبادت پہلے سے زیادہ کرتے تھے ۔ بوجہ تلاش لیلۃ القدر کے ۔

قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَیُّ لَیْلَةِ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِیْهَا ۔ قَالَ قُوْلِی اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ۔

ترجمہ ۔ حضرت صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں ۔ کہ میں نے حضور علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مجھ کو خبر دو شبقدر کی تا کہ مجھے علم ہو جائے وہ کون سی رات ہے اگر مجھے علم ہو جائے تو میں کون سی دعا مانگو آپ نے فرمایا ۔ اس طرح کہو ۔ اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے ۔ دوست رکھتا ہے معاف کرنے کو پس تو معاف کر مجھ سے

آیات و احادیث بالا سے صاف ظاہر ہے ۔ کہ لیلۃ القدر ہر لحاظ سے ایسی مقدس رات ہے ۔ کہ انسان دین و دنیا کی دولت سے مالا مال ہو سکتا ہے ۔ لیکن شرط یہ ہے ۔ کہ کچھ ہاتھ پاؤں ہلائے ۔ رمضان شریف میں محنت و مشقت سے مبارک دن اور راتیں گزارے ۔ سنت کے مطابق روزے رکھے ۔ اور لیلۃ القدر میں یہ جامع دعا حضرت صدیقہ رضؓ والی پڑھ کر اپنے مولا سے اپنی شان کے مطابق طلب کرے ۔

اعتکاف

رمضان شریف کے آخری ہفتہ میں جماعت والی مسجد میں اعتکاف بیٹھنا سنت مؤکدہ ہے ۔ یعنی وہ مسجد جس میں جماعت سے نماز ہوتی ہو ۔ اعتکاف کی فضیلت و تاکید اکثر کتب میں وارد ہوئی ہے ۔

عَنْ عَائِشَةَ رضؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنَ الرَّمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاہُ

ترجمہ ۔ حضرت صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ عشرہ اخیرہ رمضان میں اپنی وفات تک

قَالَ فِی الْمُعْتَکِفِ هُوَ یَعْتَکِفُ الذُّنُوْبَ وَیُجْرٰی لَهٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ کُلِّهَا

اعتکاف والے کے حق میں آپ نے فرمایا کہ وہ بند رہتا ہے۔ خواہشات نفسانی سے اور جاری کی جاتی ہیں۔ نیکیاں مانند تمام کے۔ یعنی جتنی نیکیاں آزاد آدمی جمع کرکے اپنے نامۂ اعمال میں ثواب جمع کرتا ہے۔ اتنا ہی ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔

قیام رمضان

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (متفق علیہ)

نبی اکرم المعظم علیہ صلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔ کہ جو کھڑا ہوا رمضان میں ایمان سے اور طلب ثواب کی خاطر تو معاف کئے جاویں گے۔ اس کے پہلے گناہ اور کوئی کھڑا ہوا شب قدر میں بشرطیکہ کہ ایماندار ہو تو معاف کئے جاویں گے اس کے پہلے گناہ۔

قیام رمضان سے مراد تراویح کا پڑھنا اور قرآن مجید کی تلاوت سننا و سنانا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ یُرَغِّبُ فِیْ قِیَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّاْمُرَهُمْ بِعَزِیْمَةٍ فَیَقُوْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ فَتُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِكَ فِیْ خِلَافَةِ اَبُوْ بَکْرٍ وَصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ وَالْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِكَ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام قیام رمضان کی ترغیب فرماتے تھے۔ بجز فرض فرمانے کے۔ فرماتے تھے۔ کہ جس نے قیام کیا رمضان میں ایمان اور طلب ثواب کے لئے تو اس کے سابقہ گناہ معاف کئے جاویں گے۔ یہاں تک کہ وصال فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور امر ترغیب۔ خلافت ابوبکرؓ اور کچھ زمانہ ابتدائی حضرت عمرؓ تک رہا۔

مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّاْمُرَ بِعَزِیْمَةٍ۔ جملہ اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے فرض نہیں ہے

عَنْ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ اَنَّهٗ اَمَرَ رَجُلًا یُّصَلِّیْ بِالنَّاسِ خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً (اخرجہ البیہقی)

ترجمہ۔ حضرت علیؓ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ لوگوں کو پانچ ترویحات سے بیس رکعت تراویح پڑھائے۔

عَنِ ابْنِ شَیْبَةَ اَنَّ عَلِیًّا اَمَرَ رَجُلًا یُّصَلِّیْ بِهِمْ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً

ترجمہ۔ ابن شیبہؒ سے منقول ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ لوگوں کو رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھائے

قَدْ اَثْنٰی عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَلٰی عُمَرَ قَالَ نَوَّرَ اللّٰهُ یَا عُمَرُ قَبْرَكَ کَمَا نَوَّرْتَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ بِالْقُرْاٰنِ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ اَدْرَکْتُ النَّاسَ وَهُمْ یُصَلُّوْنَ ثَلَاثًا وَّعِشْرِیْنَ رَکْعَةً (آثار السنن ص۵۵ ج۲)

ترجمہ۔ تعریف فرمائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت عمرؓ کی فرمایا منور کرے اللہ تعالیٰ تیری قبر کو اے عمرؓ جس طرح کہ تو نے روشن کیا اللہ کی مساجد کو قرآن مجید کے ساتھ عطا تابعی فرماتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام کو مع وتر تیئس ۲۳ رکعت تراویح پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

بہت سے اہل علم بیس رکعت کے قائل و عامل ہیں۔ جیسے حضرت علیؓ۔ حضرت عمرؓ اور دیگر اصحابہ کرام۔ امام سفیان ثوریؒ عبداللہ ابن مبارک اور امام شافعیؒ کا بھی یہی مذہب ہے امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اسی طرح اپنے شہر مکہ مکرمہ میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھتے دیکھا ہے۔ اور تابعین و جمہور علماء بیس رکعت تراویح کے قائل و عامل ہیں۔

(جامع ترمذی ص۹۹ ج۱)

مندرجہ بالا عبارت عربی کا ترجمہ ہے۔ اور کتاب کا صفحہ و حوالہ لکھ دیا ہے۔ تاکہ صاحب ذوق کے لئے تلاش کرنے میں آسانی ہو اور بوجہ طوالت ارشادات نبوی علیہ السلام اتباع صحابہؓ کے متعلق ترک کر دئے گئے ہیں۔ اور یہ بات یاد رکھیں۔ کہ اثر صحابہؓ اور اجماع امت پر عمل ہر مسلمان پر واجب اور ضروری ہے۔ اس میں کوتاہی کچھ وہی لوگ کرتے ہیں۔ جو اعمال میں سست الوجود یا معاملات و احکام دینی پہ غور نہیں کرتے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ یَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرُءٌ صَائِمٌ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر عمل نیک بنی آدم کا زیادہ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح کہ ہر نیک کام کے بدلے دس نیکیوں سے لے کر سات سو تک بلکہ اس سے بھی زیادہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مگر روزہ میرے لئے ہے۔ اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ اس لئے کہ روزے دار اپنی خواہشات و خورد و نوش کو میری اطاعت کی وجہ سے چھوڑتا ہے۔ روزیدار کے لئے دو خوشیاں

ہیں۔ ایک خوشی تو افطار کے وقت اور ایک خوشی اپنے رب سے ملنے کے وقت ہوگی اور روزہ دار کی منہ کی بو اللہ تعالےٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے اور روزہ ڈھال ہے۔ ہر معصیت سے بچنے کی اور عذاب سے محفوظ رہنے کی۔ جب تم ہیں ایک کے روزے کا دن ہو۔ تو فحش نہ بکو اور نہ چلاؤ۔ اگر تمہیں کوئی گالی دے یا لڑائی لڑے تو تم کہہ دو کہ میں روزیدار آدمی ہوں۔

اب نمبروار تشریح ملاحظہ ہو

۱۔ عمل میں جتنا خلوص ہوگا۔ اتنا ہی زیادہ وزن دار و مقبول اور باعث نجات ہوگا۔

۲۔ روزے کا بدلہ اس لئے حق تعالےٰ نے اپنے ذمہ رکھا۔ کہ یہ ایک عبادت ہے۔ جس میں ریاکاری بالکل نہیں اور زیادہ باعث مشقت ہے۔ کہ انسان اپنی ساری خواہشات کو بالائے طاق رکھ کر محض اپنے خالق و مالک کو راضی کرنے میں کوشاں رہتا ہے۔

۳۔ ایک خوشی روزیدار کو افطاری کے وقت کھانے پینے اور دن بھر کی محنت پورا ہونے کی ہوتی ہے۔ دوسری خوشی حشر میں ہوگی۔ جہاں ہر ایک نفسی نفسی پکارتا ہوگا اور روزے دار کو اللہ تعالےٰ کی ملاقات اور ہر طرح کی نعمتیں ملیں گی۔

۴۔ روزے دار کی منہ کی بُو سے وہ بُو مراد ہے جو دن بھر بھوک اور پیاس کی وجہ سے جگر میں سے آئے۔

۵۔ دنیوی لحاظ سے روزے کا ڈھال ہونا یہ ہے۔ کہ روزے دار مفسدہ۔ فتنہ و فساد سے خود بھی بچتا ہے۔ اور دوسروں کو اپنی ایذا رسانی سے بچاتا ہے۔ اور اخروی لحاظ سے یہ ہے۔ کہ اس کا روزہ حق تعالےٰ کے فضل و کرم سے عذاب جہنم سے بچنے کا سبب ہوگا۔

۶ ان باتوں سے ثواب میں کمی آ جاتی ہے

۷۔ سبحان اللہ کتنی عمدہ تعلیم ہے کہ روزیدار صرف ایک ہی بات کہہ کر بہت سے مصائب و نقصانات سے بچ گیا اور مقابل کو بھی بچا لیا۔

قَالَ عَلَیْہِ السلام۔ رُبَّ صَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ صِیَامِہٖ اِلَّا الْجُوْعُ وَرُبَّ قَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ قِیَامِہٖ اِلَّا السَّھَرُ (ابن ماجہ)

ترجمہ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے روزیدار ہیں۔ جن کو روزے سے بجز بھوکا رہنے کے اور کوئی فائدہ نہیں اور کتنے ہی تہجد گزار ہیں جن کو سوائے بیداری کے اور کوئی فائدہ نہیں

یہ وہ لوگ ہیں۔ جو باوجود روزے دار اور تہجد گزار ہونے کے فحشات و گالی گلوچ وغیرہ سے نہیں بچتے

ارشاد نبوی علیہ السلام

لَیْسَ الصِّیَامُ مِنَ الْاَکْلِ وَالشُّرْبِ اِنَّمَا ھُوَ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ (بیہقی)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روزہ صرف کھانے پینے سے پرہیز کرنے کا نام نہیں بلکہ لغویات و فحشات وغیرہ سے بچنے کا نام روزہ ہے حق تعالےٰ اپنے پیاروں کے توسل سے ان لغویات سے بچکر حقیقت صیام سے استفادے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شہنشاہِ جل مجدہ کی تقدیس پر یہ مضمون ختم کرتا ہوں۔

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظْمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ

ترجمہ۔ تقدیس ہو شہنشاہی والے کی تقدیس ہو عزت عظمت و ہیبت۔ قدرت اور کبرائی اور جبروت والے کی تقدیس ہو۔ زندہ بادشاہ کی جو نہ کبھی سوتا ہے۔ اور نہ کبھی مرتا ہے۔ پاک ہے قدوس ہمارا رب اور رب تمام فرشتوں روحوں کا۔ اے اللہ ہم کو آگ سے بچا اے بچانے والے۔ اے بچانے والے۔ اے بچانے والے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین یا رب العلمین

قاری فیوض الرحمن حبیب منشی فاضل ایبٹ آباد (ہزارہ)

تلاوت قرآن مجید کے فضائل

چونکہ قرآن مجید کلام الٰہی ہے۔ اس لئے اس کو تمام کلاموں پر ایسی شرافت حاصل ہے۔ جیسی شرافت اللہ تبارک و تعالےٰ کو تمام مخلوقات پر۔ جب یہ بات مان لی تو ظاہر ہے کہ اس کی تلاوت کرنے والوں کو بھی سب سے زیادہ شرافت اور بزرگی حاصل ہوگی اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے اندازہ لگایئے کہ قرآن مجید کی تلاوت کے کتنے فضائل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ میری امت کے لئے سب سے بہتر عبادت کلام اللہ کی تلاوت ہے۔ "بیہقی"

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ شَغَلَ الْقُرْاٰنَ عَنْ ذِکْرِیْ وَمَسْئَلَتِیْ اُعْطِیْہِ

"أَفْضَلَ مَا أُعْطِي السَّائِلِينَ" جامع الترمذی

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے۔ کہ ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ جس شخص کو قرآن مجید نے میرے ذکر اور سوال کرنے سے مشغول کردیا۔ یعنی وہ ہر وقت شب و روز قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول رہا۔ میں اُس کو بے مانگے اتنا دونگا کہ مانگنے والوں کو اتنا نہ دوں گا۔

ان احادیث سے ثابت ہوا۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت تمام اوراد اور وظائف سے افضل اور بہتر ہے بشرطیکہ قواعد تجوید کا خیال رکھا جائے۔ اور اُس کے ساتھ ساتھ آداب تلاوت کو ملحوظ رکھا جائے۔ آداب ظاہری تین ہیں۔

(۱) تلاوت کرتے وقت دل میں بھی کلام اللہ کا احترام ہو۔ اور چونکہ ظاہر کو باطن تک اثر پہنچانے میں بہت دخل ہے۔ اس لئے جب ظاہری صورت احترام کی پیدا کی جائے گی تو قلب میں بھی احترام پیدا ہو جائے گا۔ اور ظاہری احترام کی صورت یہ ہے۔ کہ وضو کرکے نہایت سکون کے ساتھ گردن جھکائے قبلہ کی طرف منہ کرکے دو زانو اس طرح سے بیٹھا جائے۔ جس طرح اُستاذ کے سامنے بیٹھتے ہیں۔ اور تجوید کے موافق حروفِ قرآنیہ کو مخارج سے نکالا جائے۔ اور ایک حرف کو دوسرے حرف سے علیحدہ ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کی جائے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ اگر میں سورہ انا انزلنا اور القارعۃ یعنی چھوٹی سورتیں سوچ سوچ کر اور تدبر سے تلاوت کروں تو اس سے زیادہ بہتر سمجھتا ہوں کہ سورۂ بقرہ اور آل عمران قرآن مجید کی سب سے بڑی سورتوں کو فرفر پڑھ جاؤں

(۲) تلاوت کلام مجید کی فضیلت کا انتہائی درجہ حاصل کرنے کا شوق پیدا کیا جائے۔ کیونکہ ہم آخرت کی تجارت کے لئے دنیا میں آئے ہیں اس لئے جہاں تک ممکن ہو زیادہ نفع کمانے کی کوشش کریں۔ یوں تلاوت کلام اللہ کسی طرح بھی کیوں نہ ہو۔ خواہ بیٹھے ہو یا لیٹے باوضو ہو یا بے وضو اور خلوت میں ہو یا جلوت میں ہر حال نفع ہی نفع ہے۔ مگر سب سے زیادہ نفع (PROPHIT) اس میں ہے۔ کہ شب کے وقت مسجد میں بحالت نماز کلام اللہ پڑھیں حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص نماز میں کھڑے ہوکر قرآن شریف پڑھے گا۔ اُس کو ہر حرف کے بدلے سَو نیکیاں ملیں گی۔ اور نماز میں بیٹھ کر پڑھنے والے کو پچاس ۵۰ نیکیاں اور نماز کے سوا دوسری حالت میں باوضو تلاوت کرنے والے کو پچیس ۲۵ اور بلا وضو تلاوت کرنے والے کو "بغیر قرآن مجید کو ہاتھ لگائے" دس نیکیاں ملیں گی"۔ ہمیں سوچنا چاہیئے۔ کہ جب ہم سوداگر بن چکے ہیں۔ تو زیادہ سے زیادہ نفع کی حرص کیوں نہ کریں۔ یعنی رات کو نماز میں تلاوت کریں۔

(۳) تلاوت کی مقدار کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔ کہ ادنیٰ درجہ تو یہ ہے۔ کہ ہر مہینہ میں ایک ختم کم از کم کرو۔ اور اعلیٰ درجہ یہ ہے۔ کہ تین دن میں ختم کرلیا کرو۔ تین دن سے کم میں قرآن شریف ختم کرنا اچھا نہیں ہے۔ کیونکہ سمجھ نہ سکوگے اور بلا سمجھے پڑھنا اچھا نہیں ہے۔ چنانچہ تم دیکھتے ہو۔ کہ دوا بیمار کو نفع (فائدہ) دیتی ہے۔ لیکن اگر ڈاکٹر یا طبیب کی بتلائی ہوئی مقدار سے زیادہ دوگے تو دیکھ لو کہ مریض مرے گا یا اچھا ہوگا؟ جب مرض کی دوا میں جسمانی طبیب کی بات بے چون چرا مان لی جاتی ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ روحانی علاج اور روحانی طبیب کی بتلائی ہوئی دوا میں اس کی مقدار کا لحاظ نہ رکھا جائے اور اُس کے بڑھانے میں عقل کو دخل دے کر سوال کیا جائے۔ کہ تین دن سے کم میں ختم کرنا کیوں اچھا نہیں ہے۔ باطنی آداب پانچ ہیں۔ وہ انشاء اللہ آئندہ کسی اشاعت میں ملاحظہ فرمائیں۔

جہاد کی فضیلت

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا۔ نماز ادا کی اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ تعالےٰ پر لازم ہے۔ کہ وہ اس کو جنت میں داخل کرے خواہ وہ خدا تعالےٰ کی راہ میں جہاد کرے۔ خواہ وہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔ (یعنی جہاد نہ کرے) صحابہؓ نے عرض کیا۔ کیا ہم لوگوں کو خوشخبری سنا دیں۔ آپؐ نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کے لئے تیار کیا ہے۔ جو خدا تعالےٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ اُن کے دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے۔ جتنا آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔ جب تم خدا تعالیٰ سے جنت مانگو تو جنت الفردوس کو مانگو۔ اس لئے کہ وہ جنت کا درمیانی اور اعلیٰ حصہ ہے اور اس کے اوپر خدا تعالےٰ کا عرش ہے۔ اور وہیں سے جنت کی نہریں نکلی ہیں (بخاری)

مجاہد کی فضیلت

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خدا کی راہ میں لڑنے والا ایسا ہے۔ جیسا کہ روزہ رکھنے والا عبادت گزار اور قرآن خواں جو کبھی روزہ رکھنے اور نماز پڑھنے سے نہیں تھکتا۔ جب تک کہ وہ جہاد سے واپس نہ آئے (بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص خدا تعالےٰ کی راہ میں (جہاد کرنے کے لئے) نکلا خدا اُس کا ضامن ہوگیا اس کو (میدان جنگ میں) اس کا ایمان لے گیا اور میرے رسولوں کی تصدیق میں اس کو یا تو اجر و غنیمت کے ساتھ واپس کروں گا یا (شہید ہو جانے پر) اس کو جنت میں داخل کروں گا (بخاری ومسلم)

بقیہ اداریہ صکا سے آگے

کے کنونشن منعقدہ لاہور میں یہ اظہار فرمایا ہے کہ ہم پاکستانی علماء پر اعتماد نہیں کرتے۔ تو آپ کے مطالبہ پر اگر حکومت غور بھی کرے تو اسے باہر سے قاضی صاحبان درآمد کرنے ہوں گے تو یہ اور مشکل کام ہے۔ اس لئے مہربانی کرکے آپ آئین کے دفعات اور اپنے ریزولیشن پر پھر غور فرمالیں۔ اور غصہ تھوک کر علماء دین کا بغض دل سے دُور کر دیں — ورنہ ان پڑھوں کا تختۂ مشق بننے کا خطرہ ہر وقت موجود ہے۔

وما علینا الا البلاغ

اپنے بھی خفا مجھ سے بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

بقیہ صـ۱۹ ـ سچ کا بول بالا

معاف کر دے تو اس کے لئے یہ ان کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ اور جو شخص خدا کے نازل کئے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے گا پس وہی لوگ ظالمین کی صف میں ہیں۔ اور ستم ڈھانے والے ہیں۔

(المائدہ رکوع ۶)

والد صاحب کا یہ کہنا تھا کہ گھر کا بڑا اپنے گھر کا راعی اور صاحب امر ہوتا ہے۔ اور وہی خدا کے یہاں مسئول ہوتا ہے، اس پر ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ کم از کم اپنے گھر میں جہاں اس کی چھوٹی سی حکومت ہے۔ قرآن و حدیث کے فیصلے جاری کرے اور شریعت محمدی کو نافذ کرے کیونکہ انسان کے لئے یہی عین سعادت اور صاحب شریعت سے وفاداری کا یہی موقع ہے۔

لیکن ایسے موقع پر اللہ تعالےٰ کو اپنا فیصلہ بھی دکھلانا ضروری ہوتا ہے۔ اور سچ اور سچائی کی نصرت اس نے اپنے اوپر واجب کی ہے اور ہمیشہ کرتا رہتا ہے اس نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور سارے انبیاء کی نیز اولیاء صالحین کی مدد ان کی سچائی کی وجہ سے بر وقت کی ہے لہذا میرے بھائی پر مار پڑنے سے چند منٹ پہلے اللہ نے ایک پردہ نشین خاتون کو بھیج دیا۔ جو ایک معزز خاندان کی فرد تھیں اور جن پر جھوٹ و بہتان کا شبہ بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ انہوں نے آکر یہ کہا کہ میں یہ سن کر آئی ہوں کہ آپ کے بچے پر مار پڑنے والی ہے آج میرے سامنے اس شریر لڑکے کے چھیڑنے پر بھڑوں نے *

* اسے خوب کاٹا ہے۔ یہ میری آنکھوں دیکھی بات ہے۔ اس کا جسم کسی مار کی وجہ سے نہیں پھولا ہے۔ مار سے اگر جسم پھولتا ہے تو پھٹ بھی جاتا ہے۔ ڈنڈے کی مار کے الگ نشانات ہوتے ہیں۔ لوگوں نے غور سے دیکھا تو ان کی بات صحیح نکلی، چونکہ لڑکے کے والدین اور عزیزوں کو صحیح واقعہ کا بھی علم تھا۔ اس لئے وہ کچھ شرمندہ سے ہوئے اور اپنا سا منہ لے کر چلے گئے۔

بچوّں کا صفحہ

سچ کا بول بالا

ہاجرہ زرّیں

ایک دس سالہ بچّہ جس نے ایک روز سرِشام کسی جگہ بھڑ کے ایک چھتّے کو چھیڑا۔ بھڑوں نے نکل کر اسے کاٹنا شروع کیا وہ کچھ اس قدر پریشان ہؤا کہ اس کو راستہ بجھائی نہ دیا۔ اور بھڑوں نے اچھی طرح کاٹا۔ آخرکار وہ اپنی جان بچا کر ایک طرف بھاگ نکلا۔ جب وہ بھڑوں کے جھرمٹ سے دُور نکل گیا تو اسے اس عذاب سے نجات ملی۔ کیوں کہ اب وہ باقی ماندہ بھڑوں کو بھی اپنے جسم سے علیحدہ کر چکا تھا۔ وہ اپنے گھر کو روانہ ہؤا۔ راستہ میں میرے بھائی سے ملاقات ہوئی جن کی عمر اس وقت زیادہ سے زیادہ بارہ برس تھی۔ بھائی نے اس لڑکے کی پریشاں حالی کو دیکھ کر خیریت پوچھی۔ وہ ذرا بھی متوجّہ نہ ہؤا اور سیدھا گھر کو بھاگا اور اس نے جھوٹ موٹ اپنے والدین سے جاکر یہ کہا کہ مجھ کو فلاں کے بیٹے نے باندھ کر خوب مارا ہے۔ اس وقت اس کا جسم بھڑوں کے کاٹنے سے کسی قدر پھول چکا تھا۔ اس کے والدین نے اِدھر اُدھر دریافت کیا تو حقیقت حال ظاہر ہوگئی اور اپنے بیٹے کی دروغ گوئی بھی واضح ہوگئی تھی لیکن لڑکے کے والدین نے سوچا کہ اس واقعہ کو بہانہ بنا کر ایک فتنہ کھڑا کرنے اور میرے گھرانے والوں سے پرانی دشمنی کی بنار پر درپئے آزار ہونے کا یہ ایک نادر موقع ہے اور یہ سمجھ کر کہ اس موقع پر لوگوں کی ہمدردی بھی مظلوم ہی کے ساتھ ہوگی تھوڑی دیر بعد غل کرتے، شور مچاتے اپنے گھرانے اور برادری کے ساتھ لڑکے کو لے کر ہمارے دروازے پر آ پہنچے اور والد بزرگوار سے کہا کہ آپ کے لڑکے نے ہمارے لڑکے کو بہت مارا ہے۔ اور بے رحمی کا سلوک کیا ہے۔ والد صاحب نے میرے بھائی کو طلب کیا اور واقعہ پوچھا تو بھائی نے انکار کیا اور تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی کہ ایک بے قصور آدمی کو اس طرح ملزم بنایا جا رہا ہے۔ بھائی نے بار بار اپنی صفائی پیش کی لیکن وہ ان باتوں کو پہلے سے بھانپ کر آئے تھے اور اپنے ساتھ عینی شاہد بھی لائے تھے۔ بالآخر بات یہانتک پہنچی کہ میرے بھائی کو سزا ملنی لازمی ہے۔ اُن کی خواہش تھی کہ اپنے ہاتھ سے زدو کوب کریں اور والدین و بھائی بہنوں کے سامنے اس قدر ماریں کہ جسم اسی طرح پھول جائے۔ والد بزرگوار بھی اس پر راضی ہوگئے کہ قرآن کا یہی فیصلہ ہے؛

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنفَ بِالْأَنفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَن تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝

ترجمہ:۔ اور ہم نے اپنی کتاب نازل کرکے ان پر یہ بات فرض کی تھی کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور خاص خاص زخموں کے بدلے ویسا ہی زخم، پھر جو شخص

(باقی ص۱۲ پر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ایڈیٹر عبید اللہ انور

نقشہ اوقات سحری و افطاری رمضان المبارک

۱۹۶۲ عیسوی
۱۳۸۱ ہجری

:- برائے :-
شہر لاہور و مضافات

رمضان المبارک

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	اختتام سحری منٹ	اختتام سحری گھنٹہ	افطاری منٹ	افطاری گھنٹہ
بدھ	۷ فروری	یکم رمضان	۲۹	۵	۴۳	۵
جمعرات	۸ ″	۲ ″	۲۹	۵	۴۴	۵
جمعہ	۹ ″	۳ ″	۲۸	۵	۴۵	۵
ہفتہ	۱۰ ″	۴ ″	۲۷	۵	۴۶	۵
اتوار	۱۱ ″	۵ ″	۲۶	۵	۴۷	۵
پیر	۱۲ ″	۶ ″	۲۶	۵	۴۷	۵
منگل	۱۳ ″	۷ ″	۲۵	۵	۴۸	۵
بدھ	۱۴ ″	۸ ″	۲۴	۵	۴۹	۵
جمعرات	۱۵ ″	۹ ″	۲۳	۵	۵۰	۵
جمعہ	۱۶ ″	۱۰ ″	۲۲	۵	۵۱	۵
ہفتہ	۱۷ ″	۱۱ ″	۲۱	۵	۵۲	۵
اتوار	۱۸ ″	۱۲ ″	۲۰	۵	۵۲	۵
پیر	۱۹ ″	۱۳ ″	۱۹	۵	۵۳	۵
منگل	۲۰ ″	۱۴ ″	۱۸	۵	۵۴	۵
بدھ	۲۱ ″	۱۵ ″	۱۷	۵	۵۵	۵
جمعرات	۲۲ ″	۱۶ ″	۱۶	۵	۵۶	۵
جمعہ	۲۳ ″	۱۷ ″	۱۵	۵	۵۶	۵
ہفتہ	۲۴ ″	۱۸ ″	۱۵	۵	۵۷	۵
اتوار	۲۵ ″	۱۹ ″	۱۴	۵	۵۸	۵
پیر	۲۶ ″	۲۰ ″	۱۳	۵	۵۹	۵
منگل	۲۷ ″	۲۱ ″	۱۲	۵	۰	۶
بدھ	۲۸ ″	۲۲ ″	۱۱	۵	۰	۶
جمعرات	یکم مارچ	۲۳ ″	۱۰	۵	۱	۶
جمعہ	۲ ″	۲۴ ″	۹	۵	۲	۶
ہفتہ	۳ ″	۲۵ ″	۷	۵	۲	۶
اتوار	۴ ″	۲۶ ″	۶	۵	۳	۶
پیر	۵ ″	۲۷ ″	۴	۵	۴	۶
منگل	۶ ″	۲۸ ″	۳	۵	۵	۶
بدھ	۷ ″	۲۹ ″	۲	۵	۵	۶
جمعرات	۸ ″	۳۰ ″	۱	۵	۶	۶

شوال کے روزے

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	اختتام سحری منٹ	اختتام سحری گھنٹہ	افطاری منٹ	افطاری گھنٹہ
جمعہ	۹ مارچ	یکم شوال	عید الفطر			
ہفتہ	۱۰ ″	۲ ″	۵۹	۴	۷	۶
اتوار	۱۱ ″	۳ ″	۵۸	۴	۸	۶
پیر	۱۲ ″	۴ ″	۵۷	۴	۸	۶
منگل	۱۳ ″	۵ ″	۵۶	۴	۱۰	۶
بدھ	۱۴ ″	۶ ″	۵۴	۴	۱۱	۶
جمعرات	۱۵ ″	۷ ″	۵۳	۴	۱۱	۶

ضروری ہدایات

لاہور کے علاوہ مغربی پاکستان کے دوسرے شہروں کے اوقات سحری و افطاری کیلئے مندرجہ ذیل منٹ جمع (+) اور منہا (-) کرکے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

مقامات	اختتام سحری	افطاری	مقامات	اختتام سحری	افطاری
پشاور	+۸ منٹ	+۱۳ منٹ	خوشاب	+۷ منٹ	+۸ منٹ
بنوں	+۱۳ ″	+۱۷ ″	سرگودھا	+۸ ″	+۸ ″
پاراچنار	+۱۴ ″	+۲۳ ″	ڈیرہ اسمٰعیل خاں	+۱۴ ″	+۱۳ ″
میران شاہ	+۱۵ ″	+۲۰ ″	ڈیرہ غازیخاں	+۱۵ ″	+۱۳ ″
کوہاٹ	+۹ ″	+۱۵ ″	لائل پور	+۵ ″	+۵ ″
کیمبل پور	+۵ ″	+۱۰ ″	ملتان	+۱۲ ″	+۱۰ ″
میانوالی	+۱۰ ″	+۱۲ ″	منٹگمری	+۵ ″	+۵ ″
مری	+۱ ″	+۱۱ ″	بہاولپور	+۱۱ ″	+۹ ″
راولپنڈی	+۲ ″	+۸ ″	بہاولنگر	+۵ ″	+۳ ″
جہلم	+۱ ″	+۴ ″	رحیم یار خان	+۱۸ ″	+۱۵ ″
سیالکوٹ	-۲ ″	-۱ ″	خان پور	+۱۷ ″	+۱۴ ″
جھنگ	+۵ ″	+۸ ″	شیخوپورہ	+۱ ″	+۱ ″
گوجرانوالہ	+۱ ″	+۱ ″	گجرات	+۲ ″	+۲ ″
مظفرگڑھ	+۱۰ ″	+۱۰ ″	چترال	+۱۱ ″	+۱۱ ″
کراچی	+۲۷ ″	+۲۷ ″	حیدرآباد سندھ	+۲۳ ″	+۲۳ ″
شکارپور	+۱۵ ″	+۱۵ ″	سکھر	+۱۸ ″	+۱۸ ″

:- تیار کردہ :-
احقر الانام غلام قادر اظہر - ہیڈ ڈرافٹسمین - خالد منزل ۲۷۵۶ ایف - لائن سبحان خاں، لاہور ۸